(۲۹)

نمبر ۱۹ | قادیان دار الامان والامان مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۹۹ء مطابق ۱۵ محرم ۱۳۱۷ھ | جلد ۳

نظم

ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا

مصرع طرح از جمالی صاحب

(دن پہلے ہوتے تو کاہے کو جدائی ہوتی)

تیرے دروازے پر گر میری رسائی ہوتی -
ایک تو آہ مراد اپنی بر آئی ہوتی ●

گرہ عشق کی کچھ راہ نمائی ہوتی
آپ آتے تو میری عقدہ کشائی ہوتی

کب تحمل مجھے اغیار کی تشنیع کا تھا
تیری الفت نہ اگر دل میں سمائی ہوتی

تیرے دربار کی جاروب کشی گر ملتی
مجھکو اِس قید فرنگی سے رہائی ہوتی

فوج انجم نے رکھا سقف فلک کو معلوں
ورنہ نالوں نے میری آگ لگائی ہوتی

مجھکو ہے شوق زیارت کا کمال اے حضرت
کوئی صورت مجھے ملنے کی سجھائی ہوتی

رنج ہجراں نے کیا دل کو میرے حزن آباد
آپ مل جاتے تو یک تخت صفائی ہوتی

میرے اعمال اگر ہوتے کسی لائق بھی
آپ کے قدموں سے کیوں اتنی جدائی ہوتی

رکھتے زنجیروں میں پابند نہ گر اُس کو عزیز
تیرے شیدا نے عجب دھوم مچائی ہوتی

فیض خدمت سے نہ کیوں قلب مطہر ہوتا
تیرے تکیہ پہ جو دھونی رمائی ہوتی

ہوتا میں زندہ جاوید جہاں میں [illegible]
گر دم نزع رواں شکل دکھائی ہوتی

مہدی و ہادی و عیسےٰ و غلام احمد
جو نہ آتے تو کہاں میری بھلائی ہوتی

یہ غلط کہتے ہیں لوگوں سے کہ خونی مہدی
مصلح الدہر کی کیوں سب سے لڑائی ہوتی

جنگ اسلام قصاصی ہے یہ اسلم ہوتی
گر کسی فرقہ نے تلوار اٹھائی ہوتی

ہائے اے مولویو تم کو خدا سمجھاتے
تم بہکتے نہ اگر یہ سمجھ آئی ہوتی

سیزدہ سال تلک کی نہ نبی نے کوئی جنگ
کیوں نہیں کرتے کوئی آیت بھی تو آئی ہوتی
بیچ قاطع سے جنگ یہاں ہے مقصود
اس طرح کی کوئی صف تم نے جمائی ہوتی
سیف کا حکم اگر ہوتا تو اُٹھتے بھی نہ تم
گھٹنا قاعدوں کی لب پہ دوہائی ہوتی
پس خدا واحد دکھ دور ہے مسلماں کو کر
خوب تقلید امام دوسرائی ہوتی
غور سے پڑھتے تصانیف امام عالم
واقفیت تو حالات کی ذرا سی ہوتی
گر کوئی اسکی سند تمکو ملی ہے کافی
نص قرآن سے کوئی دکھائی ہوتی
صاف لا اکراہ فی الدین خدا کا کلام
صُمٌّ و عُمْیٌ ہوئے کاش انکی دوائی ہوتی
بیچ کیوں منع لگے یا کہ ترشی ہو کوئی ہو
سب سمجھ لیتے اگر دل میں صفائی ہوتی
روٹیوں کا جنہیں لالچ ہو کہاں دیں کا خیال
پنجہ نفس سے بھی پہلے رہائی ہوتی
جانتے رہنا عدو ہے دل و دیں شیطان کو
فضل ہوجاتا نہ برباد کمائی ہوتی
اور کچھ کرتے نہ گر قیدی مرہون خیال
قادیاں جانے کی تکلیف اٹھائی ہوتی
دیکھ لیتے کہ جہاد اس کو کہا کرتے ہیں
ایسی توفیق کبھی تم نے بھی پائی ہوتی
بعد مردن تجھے یاد آئیں گے امام سعید
خواب میں عمر اے کاش گنوائی ہوتی
لم تقولون جو کہتے ہیں مجھے سوچیں تو
معذرت کی بھی کوئی بات بنائی ہوتی
موج وارفتہ لب بحر ہے پیاسا یا رب
شکل احمد اسے اک بار دکھائی ہوتی

خفط

ایڈیٹوریل جملے

مسٹر جعفر ست دھرم پرچارک نے سچ کہا ہے کہ جب تک بڑے دن کی شراب مسیح کا لہو سمجھی جاوے گی تب تک ممکن نہیں ہے کہ میخواری کی مکروہ عادت ہمارے ملک سے دور ہو۔ ہم کو ان پادری صاحبان کی کوشش پر تعجب ہی آتا ہے جو ٹمپرنس سبھاؤں کے میر مجلس ہو کر انگلستان یا امریکہ سے محض اس لئے آتے ہیں کہ انڈیا کی سرزمین شراب سے پلید ہو رہی ہے اسکو پاک کریں کیونکہ ایک طرف تو وہ مذہبی حیثیت اور اعتقاد کو عشاء ربانی میں شراب کو مسیح کا لہو بتاتے ہیں اور دوسری طرف اُسے ام الجرائم قرار دیکر اس کو بچنے کی ہدایت کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ شراب ام الجرائم ہے لیکن کیا کفارہ پر ایمان لانا جو عملی طور پر عشاء ربانی میں دکھایا جاتا ہے گناہوں کی حرمت کا خوف نہیں اٹھا دیتا؟ کوئی عیسائی جواب دے تو ہم اس کی پرواہ نہ کریں گے کیونکہ مارٹن لوتھر پروٹسٹنٹ فرقہ کا مجدد گناہ کرنے کے مسئلہ کے جواز پر زور دیتا ہے۔ پس ایسی صورت میں یہ ایک غور طلب سوال ہو گیا ہے کہ پھر دنیا پاکیزگی کیونکر پکڑے؟ ہاں ایک راہ ہے اور وہ یہی کہ اس آواز پر گوش شنوا رکھا جاوے جو کہتی ہے یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر۔

العلوم لدنیہ

جریدہ معلومات میں ہمیشہ اس عنوان سے عمدہ عمدہ علمی مضامین لکھے جاتے ہیں اب کے علم کلام پر ایک طویل مضمون لکھتے ہوئے اس کی ابتدائی تاریخ یوں لکھی ہے کہ لفظ اللہ کا لفظ جدید نہیں جو زمانہ نبوت میں اختراع ہوا ہو بلکہ عرب سینکڑوں برس سے اس نام سے آشنا تھے اور جیسے ہم اللہ کا اطلاق کرتے تھے وہ بھی کرتے تھے دھوکہ انکو یہ ہوگیا تھا کہ چند چیزوں کو فرضی معبود ٹھہرا کر ان سے برکت تلاش کرتے تھے اور اپنے محاورہ میں انکو اِلٰہ کہتے تھے جب اسلام کی روشن دلیلیں انکے ضبط و ذہن ہو گئیں اور انہوں نے الوہیت کے ساتھ رسالت کی بھی تصدیق کی تو انکی مباحث کا رجوع ذات اللہ یا دوسرے قرآنی اصطلاحات کی طرف نہ تھا بلکہ وہ صرف حقوق اور اخلاق سے بحث کرتے تھے اور اسکی ترقی انکے نزدیک کمال انسانی تھی جب زمانہ نبوت کو دوری ہوئی اور ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ جو عقیدہ پر علی طریق حکمت بحث کرنے لگے اور حکمائے یونان کی تقلید ان کے طبائع پر راسخ ہو گئی اور ہر ایک کی سمجھ میں مختلف تو بضرورت تقسیم و تفہیم کا طریقہ ٹھہرا علم کلام یہ ایک علم نفیس ہے جس کا اس زمانے کے لوگوں کو مطالعہ کتب حکمت نے فریفتہ بنایا۔ یہ علم جسطرح علوم حکمیہ کے سمجھنے کا آلہ اور طلبہ کو نفع ہے اسیطرح غلطی اور خطا واقع ہونے کی صورت میں مضر اور بڑے درجہ کا نقصان پہنچانے والا ہے۔ برخلاف علم حقوق کے کہ اس میں یہ بات نہیں یہی وجہ ہے جو علم کلام کو بعضوں نے علم حرام قرار دیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ علم کلام کا حرام ہونا باعتبار اشخاص ہے ورنہ نفس علم ہر گز حرام نہیں۔ مثلاً ایک دوا ہوتی ہے کہ ایک ہی مرض کے واسطے ایک شخص کو فائدہ دیتی ہے اور دوسرے اسی قسم کے بیمار کو مفید نہیں ہوتی۔ اس صورت میں اصل دوا پر طعن کرنا ناانصافی ہے جس ضرورت کے لئے یہ علم اوائل میں ایجاد ہوا وہی ضرورت اب بھی باقی ہے۔

المعلومات غرۂ ذی الحجہ۔

مالیرکوٹلہ میں جلسہ

سالگرہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ذیل میں
ایک جلسہ کا جو کہ ۲۴ مئی سنہ ۹۷ء کو بوقت
سالگرہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا
بمقام مالیرکوٹلہ جماعت حضرت اقدس جناب مسیح
موعود و مہدی مسعود کی جماعت نے بغرض
دعا ترقی اقبال حضور منعقد کیا ہے اسکی
مختصر کیفیت لکھی جاتی ہے امید ہے کہ آپ
اسکو اپنے اخبار میں شائع کرینگے۔

۲۴ مئی سنہ ۹۷ء کو صبح سے ہی بابا جناب
نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ و جناب مرزا
خدا بخش صاحب کل احباب کو اطلاع دی گئی
کہ بوقت ۷ بجے مسجد میں بغرض دعا حاضر ہو جاویں
چنانچہ کل احباب چار بجے جمع ہو گئے
بعد نماز عصر جناب مرزا خدا بخش صاحب نے
کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ آپ لوگ جانتے ہوں گے کہ آج جناب
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی سالگرہ کا دن ہے اور
نیز یاد رہے کہ جو کچھ احسانات اور برکات
اس ملک کی رعایا پر خداوند کریم نے اس ملکہ
محسنہ عادلہ کی عدل گستر سلطنت میں
پہونچائے ہیں وہ کسی فرد بشر پر مخفی نہیں
خاصکر مسلمانوں کے لئے تو یہ سلطنت
باعث فخر ہے کیونکہ مسلمان لوگ جس طرح
اس سلطنت کے زیر سایہ اپنے مذہبی فرائض
بخوبی پورا کر سکتے اس طرح کسی اور اسلامی سلطنت
میں بھی نہیں کر سکتے جبکہ یہ ایسی محسنہ ملکہ خداوند
کریم نے ہمارے مالوں جانوں آبروؤں کی
حفاظت کے واسطے عنایت کی ہے
پس ہم پر اس نعمت کا شکر واجب ہے کیونکہ
جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خداوند کا
شکر بھی نہیں کرتا۔ پس ہم کو واجب ہے کہ
نہایت اخلاص سے اس خالق ارض و سما کے
حضور میں اس ملکہ محسنہ کے لئے دعا کریں
جس نے اسکو ہمارے لئے ابر رحمت کی طرح
بھیجا ہے کہ خداوند کریم اسکی عمر میں درازی
بخشے خداوند کریم اسکے اقبال کو ہمیشہ ترقی
دے اسکے دشمنوں کو خوار و خستہ کرے۔ فقط

اسکے بعد عالی جناب محمد علی خان صاحب رئیس
مالیرکوٹلہ نے کھڑے ہو کر ایک نہایت ہی
عمدہ تقریر کی جس میں مدلل طور پر یہ ثابت
کیا کہ یہ سلطنت ایک وجہ سے ایک اسلامی
سلطنت ہے کیونکہ اسقدر مسلمان جبکہ اسکے
زیر سایہ نہایت آرام و امن سے زندگی بسر
کرتے ہیں جسکا بیان نہیں ہو سکتا تو کیا
وجہ ہے کہ اسکو ایک اسلامی سلطنت سمجھا
جائے سکھوں کا زمانہ اس سے پہلے
لوگوں کو یاد ہوگا کہ کوئی مسلمان مسجد
میں اذان بھی نہیں کہہ سکتا تھا اب ایسا
زمانہ ہے کہ پوری آزادی سے ہم لوگ
اسلام کے روشن چہرہ کو مختلف تقریر
اور تحریروں کے ذریعہ سے دنیا کے
ہر ایک حصہ کو دکھلا سکتے ہیں خاصکر ہمارے
حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت
مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان
کی جماعت کو بہت خصوصیت سے اس محسنہ
ملکہ کا شکر گذار ہونا چاہئے کیونکہ جب
ایسے وقت کہ ہمارے امام ہمام کے ساتھ
تمام قوموں نے سخت مخالفت کی تھی اور
محسنہ گورنمنٹ تک بھی ناجائز خبریں پہونچائیں
اور ہر قسم قسم کے اتہام اور مقدمات
عدالت میں برپا کئے کہ کسی طرح اس
خیرخواہ گورنمنٹ کو دکھ پہونچائیں لیکن
اس عادل سلطنت کے بالانصاف حکام نے
نہایت انصاف سے کام لیا اور ہر ایک
دفعہ کے وقت ثابت کیا کہ [illegible]
امام کو یہ [illegible] دشمنوں کی [illegible]
میں بتلایا اگر اس زمانہ میں خداوند کریم اس
محسنہ ملکہ کی عدل گستر سلطنت کو ہمارے
ذریعہ امن نہ بناتا تو مشکل تھا کہ دنیا آرام کرنے
دیتی یہ وہ زمانہ ہے کہ جس میں شیر بکری اکٹھے
رہتے ہیں پھر خصوصاً ہم مالیرکوٹلہ کے لوگوں کو
جو کہ شیخ صدر جہاں صاحب کی اولاد ہیں بہت ہی
شکرگذار رہنا چاہئے کیونکہ یہ بات ثابت ہے
کہ اگر خداوند کریم اس سلطنت کو اس
طرح نہ لاتا تو یہ ریاست ہمارے ہاتھ سے چھوٹ کر
چھن چکی تھی اس لئے آپ صاحبان کو بلایا
گیا تا کہ سب احباب ملکر اس محسنہ ملکہ کی
درازی عمر اور ترقی اقبال کے لئے
دعا کریں۔ اور جیسا کہ اسکو خداوند کریم نے
جسمانی سلطنت دی ہے اسی طرح اسکو
روحانی سلطنت بھی عطا کرے اور
جس طرح اس کے سایہ میں لوگ صلح
میں اسی طرح اس کے لئے مستعدی لوگ
ہی صلاح ہوں اور اس کو
سعادت دارین حاصل ہو

پھر سب احباب نے
ملکر نہایت مخلص دل
کیساتھ دعا کی
اور پھر جلسہ ختم ہوا
اور نواب صاحب
مسجد میں تشریف
رکھے رہے
نماز مغرب کے
بعد دولتکدہ پر
تشریف لیگئے
فقط

مکتوب حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا عنایت نامہ
آنمخدوم پہونچا منشی صاحب کے خیالات اگرچہ
بہت ہی حیرت انگیز ہیں پر اس پر آشوب زمانہ میں کچھ
تعجب نہیں۔ خداوند کریم رحم کرے۔ منشی صاحب
جو ہندوؤں کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں انکو
یہ بھی خبر نہیں کہ اکثر ان کتابوں میں سے اردو میں
ہی ترجمہ ہو چکی ہیں اور ہندو دھرم شاستر تو
سرکاری طور پر بھی ترجمہ ہو کر وکلاء کے
امتحانی کتابوں میں داخل ہے اور گیتا اردو
میں ترجمہ کی ہوئی موجود ہے اور ایک
ہندو نے اسکو نظم میں بھی کر دیا اور شام وید
اور اتھرون وید بھی کچھ پوشیدہ کتابیں نہیں
ہیں آجکل آریہ سماج والوں کی دستاویز یہی
چار کتابیں ہیں اور یہ شام اور اتھرون اور رگ
اور یجر دیانند کے پاس موجود ہیں اور اسکا
وید بھاش دہ ماہ چھپتے ہیں۔ ایک طرف انگریزوں
نے بھی ویدوں کو انگریزی میں ترجمہ کر دیا
ہے۔ برہمو سماج والے بھی ویدوں کی حقیقت پر
بکلی ماہر ہیں کچھ حصہ وید کا اردو میں بھی
ترجمہ ہو چکا ہے۔ اب کیا ممکن ہے کہ
یہ تمام لوگ اتفاق کر کے ایک پیشگوئی
جو وید میں صریح وارد ہو چکی تو چھپا دیتے
ہرگز ممکن نہیں۔ وید کے محققوں کا اس
بات پر اتفاق ہے کہ وید میں کسی قسم کی
پیشگوئی نہیں یہانتک کہ پنڈت دیانند کا مقولہ
ہے کہ وید میں رام چندر و کرشن جیسوں کے
پیدا ہونے کی بابت بھی کوئی خبر نہیں

پھر یہ بات اور بھی عجیب ہے
کہ پہلے منشی صاحب نے یہ دعوی کیا
تھا کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے
ظہور و بعثت کی خبر ویدوں میں لکھی ہے پھر
اب یہ دعوی ہے کہ وہ خبر پرانوں اور
پوتھیوں میں بھی لکھی ہے۔ یہ اچھا ہوا کہ
منشی صاحب کو بحث مباحثہ کا شوق نہیں ورنہ
پنڈتوں اور انگریزوں اور برہمو سماج والوں
سے بڑی بڑی ذلتیں اٹھاتے۔

اب آپ جو ان کے مخلص ہیں انکے
حق میں دعا خیر کریں اور جو کچھ منشی صاحب نے
کلمات الحاد غیر لکھے ہیں اور انکی تائید میں
شعروں کا حوالہ دیا ہے انکے جواب میں یہ
بس ہے کیا کہا جائے کہ اللّٰھم اصلح امۃ
محمد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الدین
عند اللہ الاسلام ومن یبتغ غیر الاسلام دینا
فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین
سچا رہنما قرآن شریف ہے اور اسکی پیروی
اسی جہان میں نجات کے انوار دکھلاتی ہے
اور سعادت عظمیٰ تک پہونچاتی ہے ومن
کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی
واضل سبیلا۔ جو شخص معارف حقہ کے
حصول کے لئے پوری پوری کوشش کرے
اور صرف قیل وقال میں پھنس رہے پھر
بکلی واقع ہو جائے گا کہ باطنی نعمتوں کے
حاصل کرنے کے لئے صرف ایک ہی راہ
ہے یعنی یہ کہ متابعت حضرت خاتم الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی جائے
اور تعلیم قرآنی کو اپنا مرشد اور رہبر بنایا جاوے
یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہندوؤں اور عیسائیوں
میں کئی لوگ ریاضت اور جوگ میں محنت
کرتے ہیں جس سے انکا جسم خشک ہو جاتا
اور بیہودہ جنگلوں میں کاٹتے ہیں اور ریاضت
شدیدہ بجا لاتے ہیں لذات سے بکلی
کنارہ کش ہو جاتے ہیں مگر پھر بھی وہ انوار
خاص انکو نصیب نہیں ہوتے کہ جو مسلمانوں کو
باوجود ترک ریاضت و ترک رہبانیت کے
نصیب ہوتے ہیں پس اس سے صاف
ظاہر ہے کہ صراط مستقیم وہی ہے جسکی
تعلیم قرآن شریف کرتا ہے بلاشبہ یہ سچ
بات ہے کہ اگر کوئی توبہ نصوح اختیار
کر کے وقتی روزہ بھی قرآنی اشارہ کے بموجب
مشغولی اختیار کرے تو اپنے قلب پر نور
نازل ہوتا دیکھیگا یہ خصوصیت دین اسلام
کی بڑا امتحان نہیں صدہا پاک باطنوں نے
اس راہ سے فیض پایا ہے جو لوگ سچے
دل سے یہ راہ اختیار کرتے ہیں خدا
انکو ہرگز ضائع نہیں کرتا اور وہ ایسی انوار
پیدا کر دیتا ہے جس سے ایک عالم حیران
رہ جاتا ہے بزرگوں کے سب حجاب ہیں یا جو
ان لوگوں کو نہیں آتے بلکہ کمال کو نہیں
پہونچا تھا کاش اگر وہ لوگ زندہ ہوتے تو
انکی حقیقت باطنی کھل جاتی کئی ایسے آدمی
ہیں جنکی بیہودہ تعریفیں کی گئی ہیں لیکن
کاملوں کا نشان یہی ہے کہ وہ اپنے نبی
معصوم کی پوری پوری متابعت اختیار کرتے
ہیں اور اسکی محبت میں محو ہیں مسلم اور غیر مسلم
میں صریح فرق ہے اور کوئی ایسا طالب نفس
جس پر یہ فرق ظاہر ہو سکے پھر مشکل تو
یہ ہے کہ بعض لوگ طالب ہی نہیں دنیا
کے لئے کیا کچھ محنت نہیں کرتے ایک
پیسہ کا مٹی کا برتن بھی دیکھ بھال اور ٹھوک کر لیتے
ہیں تا ایسا نہ ہو کہ ٹوٹا ہوا نکلے لیکن دین کا
معاملہ صرف زبان کے حوالہ کر رکھا ہے اور دین
کی سچائی امتحان سے اس کو نہیں آزماتے
اس لئے کہ دل کو نہیں دیکھتے صدق دلی اخلاص سے

طالب بکر جستجو نہیں کرتے وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ والسلام علیکم
وعلی من اتبع الہدیٰ ۔ اگست ۱۸۹۳ء
مطابق [illegible] رمضان ۱۳۱۱ھ

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اسکی ضرورت اور ضروریات

تعلیم اور اسکی ضرورت کا مسئلہ تو ایسا فیصل شدہ
امر ہے کہ ہم کو اس پر اب کسی قسم کی بحث کرنے کی
ضرورت نہیں ہاں تعلیم کیسی ہو؟ اور کس طرح ہو؟
یہ ایک سوال ہے جو زیر بحث ہو سکتا ہے۔
اس سوال پر بسا اوقات لمبی چوڑی بحثیں ہوا کرتی
ہیں مگر وہ عملی صورت میں جہانتک ہمارا خیال ہے
کبھی بھی پیش نہیں ہوئیں۔ انکا وجود مجلسوں اور
مجمعوں تک یا زیادہ سے زیادہ بعض اخبارات
کے کالموں تک محدود رہتا ہے کیونکہ ہمارے
ملکی مذاق کا وقار کچھ ایسی بگڑی ہے کہ وہ ان
مضامین پر غور کرنے کو تضیع اوقات سمجھتا ہے
اور یہ جو تعلیم تعلیم کی پکار بھی ہوتی ہے اور
آئے دن ہندوں کے لئے اپیلیں ہو رہی ہیں
یہ صرف ایک تقلیدی خیال ہے ورنہ ہم بہت
دلایل سے اس امر کو ثابت کر سکتے ہیں کہ موجودہ
طرز تعلیم سے وہ اصلی فایدہ جو تعلیم کی تہ میں
مرکوز ہے نہیں اٹھایا جاتا۔

ہم تعلیم کے متعلق بحث اور قرآن کریم کی
آیات کا حوالہ دیکر ایک بحث کرتے مگر ملک کی
بدقسمتی سے کچھ مذاق ایسا بگڑا ہے کہ قرآن کریم کا
نام آیا اور اسے ملاپنہ کی شے سمجھ کر چھوڑ دیا
اور دراصل یہی وہ بات ہے جو قومی زوال کا
باعث ہے اور جسکو ہمارے بہت سے نام
ریفارمر افسوس ہے نہیں سمجھتے یہ
نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اسکی ضرورت پر شیخ
سعدی علیہ الرحمۃ نے فضیلت علم میں
لکھا ہے کہ بے علم نتوان خدا را شناخت۔
کوئی اسکے معنے کچھ کرے مگر ہمارے خیال
میں اس سے یہی مراد ہے کہ وہ علم جو
خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات قایم کرنیکی
راہیں نہیں بتلا سکتا خواہ دنیوی معراج
میں کہاں سے کہاں پہونچا دے گو حقیقت
میں اس کا نام جہالت ہی ہے۔ یا یوں کہو
کہ علم کی علت غائی خدا شناسی ہے اس مضمون کو
ہم قرآن کریم میں ہی پاتے ہیں جہاں بار بار
افلا تعلمون افلا تعقلون کے ارشاد
مندرج ہیں۔ غرض یہ ہے کہ دنیوی علوم
وفنون میں انسان خواہ نیوٹن بنے یا
فرانسیس بیکن یا ملکے کا ہمپلہ یا ہومر و ملٹن کا
ہمپایہ اگر خداشناس نہیں کچھ بھی نہیں۔
آجکل کی نمایشی تہذیب اور جھوٹی شائستگی
کی ہوا بگڑنے جو فیشن کے رنگ میں جلوہ گر ہو
رہی ہے عموماً جدیدتوں کو اپنی طرف کھینچا
جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ علم جو حقیقت
خدا سے دور پھینکتا ہے اور جسکا انجام [illegible]
سے بڑھنے لگا۔ اور جس کا نتیجہ جو ہوا
سو ہوا۔ یہانتک کہ ہر قوم ہر مذہب وملت کے
سمجھدار لوگوں نے اس بات کو بالاتفاق
مان لیا ہے کہ موجودہ تعلیم کے ساتھ اگر
مذہبی تعلیم نہو۔ تو اسکا کچھ فایدہ نہیں ہے۔
اس ضرورت کے تسلیم کرنے پر اکثر قوموں
نے مدرسے بلکہ کالج کھلے اور کھل رہے
ہیں۔ لیکن ملک کو ان سے جو کچھ فایدہ
اب تک پہونچا ہے وہ بھی معلوم۔
نوجوانوں اور قوم کے بچوں کی اخلاقی
اور مذہبی قابل رحم حالت پر غور کرنے کے
بعد ایک دردمند اور بہی خواہ نوع انسان
نے ایسے مدرسہ کے اجرا کا ارادہ ظاہر کیا
جس [illegible] کے
پورا کر سکنے کے
چند مخیر باغیرت اور ہمدرد اسلام لوگوں نے
اس خیال کی قدر کر کے اپنے مقام میں قادیان
میں تعلیم الاسلام کے نام سے ایک مدرسہ
کھولا ہے۔ جس میں مذہبی تعلیم بلکہ مذہبی عملی تعلیم
ایک جزو لاینفک قرار دی گئی ہے۔
اور اسکو زیادہ مفید بنانے کے لئے ایسے
ایسے پاک نمونہ موجود ہیں جن پر قوم ایک وقت
میں فخر کرے گی (اللھم زد فزد) مدرسہ کی غرض
اس کے نام کے اندر ہی محفوظ ہیں اس مدرسہ
کی امداد کی طرف ابھی عام مسلمانوں کو بدقسمتی سے
اسی طرح توجہ نہیں ہوئی جس طرح سے وہ بعض
ناواقف علماء کی سوء فہم کی وجہ سے اس
مبارک مشن کیطرف توجہ نہیں کر سکے جو دنیا میں
صلح کاری اور عام امن پھیلانے کے لئے
اسلام کی اصلی اور حقیقی صورت کو عملی نمونہ سے
دکھانے کے لئے قایم ہوا ہے۔ لیکن
اگر وہ لوگ جو اس مشن کو خدا تعالیٰ کا قایم کردہ
مشن سمجھتے ہیں اگر وہ ہی پورے طور پر اس
مدرسہ کی ضرورت کو تسلیم کر کے اس کی
اغراض کو وسیع کرنے اور اس سے استفادہ
کرنے کی کوشش نکریں تو البتہ افسوس
ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے
دوستوں نے مقدور سے بڑھ کر اس مدرسہ
کی امداد میں حصہ لیا ہے۔ لیکن ابھی
مدرسہ کی ضروریات بہت بڑی ہیں۔
مدرسہ تعلیم الاسلام کی غرض کو سمجھنے کے
لئے ہمارے ناظرین کو اتنا معلوم ہو جانا ضروری
ہے کہ اب تک مدرسہ کو کھلے ہوئے ڈیڑھ سال
ہو گیا کوئی فیس مدرسہ کے کسی طالب علم سے
نہیں لیجاتی ہے۔ مساکین اور یتیم لڑکوں کے
نہ صرف اخراجات تعلیم بلکہ انکی ضروریات کی
متکفل بھی مدرسہ کی انجمن ہی ہے لیکن